موت سے پہلے آدمی ان سے نجات پائے کیوں

از قلم محمد رمضان جانباز السلفی

شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اقتدار تو ایک گرتی ہوئی دیوار ہے جو اسے سہارا دینے کے کوشش کرے گا وہ بھی اس کے نیچے آکر دب جائے گا اور موجودہ دور میں یہ بات مسلمہ حقیقت بن کر سامنے آچکی ہے۔ موجودہ حکومت پاکستان جو اسلام کا نام لے کر اسلام کے نام پر ووٹ حاصل کر کے بر سر اقتدار آئی تھی آجکل سخت مشکلات کا شکار ہے۔ وطن عزیز میں امن کی فضا آسمان کی وسعتوں میں گم ہو چکی ہے۔ ظلم و بربریت کا بازار گرم ہے ' تیغ و خنجر کا دور دورہ ہے ' چوری ' اغواء اور ڈکیتی سے انسانیت سسک رہی ہے ' چونکہ موجودہ صورت حال میں حکومت ناکام ہو چکی ہے اور وہ چاہتی ہے کہ لوگ آپس میں دست و گریباں ہوں اور وہ زیادہ عرصے تک اقتدار میں رہ سکے۔ لہٰذا حکومت اپنی ناکامی کو چھپانے اور اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لئے بڑے ہی اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔

حکمرانوں کی ہمیشہ سے ہی یہ پالیسی رہی ہے کہ عوام کو آپس میں دست و گریباں کر دیا جائے کیونکہ عوام کے آپس میں لڑنے سے عوام حکومت کی موشگافیوں کی طرف توجہ نہیں کر سکیں گے اور حکمران طبقہ کو ملک بیچنے اور لوٹنے کی کھلی چھٹی مل جائے گی۔ چنانچہ موجودہ حکومت عوام میں مذہبی مغافر کو ہوا دینے کے فارمولے پر عمل پیرا ہوتے ہوئے لوگوں میں مذہبی فسادات پھیلانے میں مصروف عمل ہے۔ موجودہ وزیر اعظم نے یہ طریقہ اپنے جد امجد "شہید" بہاول پور سے سیکھا ہے۔

جب سے موجودہ حکومت برسراقتدار آئی ہے اس کے ستم کا سب سے زیادہ نشانہ اہلحدیث بنے ہیں موجودہ حکومت دیگر مکاتب فکر کے مذہبی اداروں کے برعکس اہلحدیث مکتبہ فکر کو مسلسل نظرانداز کئے ہوئے ہے۔ حکومت کے اس امتیازی سلوک کے باوجود اس کے دامن سے وابستگی غیرت و حمیت سے عاری ہونے اور سیاسی بصیرت کے مفقود ہونے کی علامت ہے علامہ صاحب ؒ سے عقیدت رکھنے والے غیور اہلحد۔ثیوں کو عقل و بصیرت سے کام لینا چاہئے جب تک تو علامہ شہید ؒ حیات رہے کسی کو اہلحدیث کے بارہ میں لب کشائی کی جرات نہ ہوتی تھی۔ اب آئے دن اخبار و رسائل میں دینی بے بصیرتی رکھنے والے لوگوں کی طرف سے اہلحدیث اور

اہلحدیث کے اکابرین پر مختلف بیانات شائع کر کے لوگوں میں مذہبی فسادات پھیلانے کو ہوا دی جا رہی ہے۔ لہٰذا پہلے ایک سیاست کی مالا جپنے والی شخصیت کی زبانی علامہ صاحب ؒ کی کتاب البریلویہ کے خلاف بیان جاری کروا کے مذہبی فضا کو آلودہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ ابھی اس خبر کی سرخی ستم کو چھلکے زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ وزیر مذہبی امور کی طرف سے علامہ صاحب کے اشاعتی ادارہ ترجمان السنہ کو تفسیر ثنائی کے متعلق نوٹس جاری کیا کہ .... اور یہ وارننگ صرف علامہ شہید کے ادارے کو ہی نہیں بلکہ اس کی زد میں برصغیرپاک و ہند کے مشہور جید عالم مفسر قرآن حضرت مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ آتے ہیں۔ جنھوں نے اپنی ساری زندگی عیسائیوں ' ہندوؤں اور مرزائیوں کی تمام ہرزہ سرائیوں کے خلاف اسلام کا دفاع کیا تھا۔ جن کی خدمات کے تمام مسلم مکتب فکر سمیت تمام غیر مسلم فرقوں کے مسلمہ راہنما بھی معترف ہیں اور تفسیر ثنائی کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس میں عیسائیوں ' مرزائیوں اور معجزات کا انکار کرنے والوں کے دلائل اور غلط تاویلات کی قلعی کھولی گئی ہے اور قرآن کی تفسیر خود قرآن ' احادیث نبویہ اور اقوال صحابہ کی روشنی میں کی گئی ہے۔ چنانچہ وزیر مذہبی امور کا یہ بیان توہین آمیز اور شر انگیز ہے۔ اس طرح اہلحدیث مکتب فکر کے چوٹی کے عالم کی تفسیر پر تنقید کر کے لوگوں میں فرقہ وارانہ فسادات کو ہوا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم مذہبی تعصب رکھنے والے بے بصیرت وزیر مذہبی امور کے سامنے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کی اسلامی خدمات کے چند پہلو عیاں کرنا چاہیں گے تاکہ شاید یہ واقعات پڑھ کر ان کو کچھ بصیرت حاصل ہو جائے۔

مولانا ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ایسے دور میں مسلمانوں کی طرف سے اسلام کا دفاع کیا کہ جب برصغیر پاک و ہند میں ہر طرف سے باطل فرقے اسلام اور مسلمانوں پر اپنی ہرزا سرائیوں سے یلغار کئے ہوئے تھے اور مولانا نے ہر باطل فرقے کو میدانِ مناظرہ مباحثہ میں اور قلم کی قوت سے شکست فاش دے کر اسلام کے پرچم کو بلند رکھا تھا۔ اگر ہم ان کی تمام باطل فرقوں کے خلاف اسلام کے لئے کی گئی خدمات کو ایک طرف رکھیں اور صرف مرزائیت کے خلاف جو کام انہوں نے اسلام کے لئے کیا ہے دیکھیں تو یہی ان کی عزت وقار اور عظمت و مرتبے کی کافی بڑی دلیل ہے۔ ۱۹۰۲ء میں جب مرزا غلام احمد قادیان نے اعجاز احمدی نامی اپنی

کتاب میں چیلنج کیا تھا کہ وہ (یعنی مولانا ثناء اللہ) قادیان آکر الہامات مرزا کو غلط ثابت کریں ان کی پیشین گوئیوں کو جھٹلائیں اور ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ انعام حاصل کریں تو وہ مولانا ثناء اللہ رحمتہ اللہ ہی تھے جنہوں نے ۱۹۰۳ء میں مرزا غلام احمد کے گھر جا کر قادیان میں اسے میدان مناظرہ میں آنے کا چیلنج کیا تھا مگر مرزا نے خود بلانے کے باوجود ان سے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اور یہ کہہ کر جان چھڑائی تھی کہ میں خدا سے وعدہ کر چکا ہوں کہ میں مولویوں سے مناظرہ نہیں کروں گا۔

اس وقت مسلمانوں کی طرف سے مولانا صاحب کو " فاتح قادیان " کا لقب دیا گیا۔ مرزا مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ سے اتنا پریشان ہوا کہ آخر ۱۹۰۷ء میں وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ " جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے گا " اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ذلت کی موت مرا اور ختم رسالت کی چوکھٹ کے چوکیدار مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ مرزا کی موت کے بعد چالیس برس زندہ رہے اور ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں اللہ کو پیارے ہوئے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ نمبر ۴۰ پر مولانا ثناء اللہ کی فضیلت و علمیت کے سامنے یہ کہہ کر گھٹنے ٹیک دیئے تھے کہ **فکان ثناء اللہ مقبول قومہ** ثناء اللہ اپنی قوم مسلمانوں میں مقبول و مرغوب ہے۔ اب ہم قارئین کی خدمت میں وزیر مذہبی امور کے ماضی سے کچھ واقعات کو سامنے لانا چاہتے ہیں اور معذرت کے ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ

تو نے کیوں آکے تصور میں مجھے چھیڑ دیا
اب اگر آہ نکل جائے تو مجبور ہوں میں

لہذا قارئین ! ختم نبوت کا زمانہ تھا شہر میں شدید کشیدگی تھی پولیس والوں کو داڑھی والوں کی تلاش تھی گھر گھر تلاشی لی جا رہی تھی مسجدوں کے باہر بھی پولیس کا پہرہ تھا سوا چھ فٹ کے ایک جوان گھبرو مولوی کو مختار نامی ایک ہمسائے نے سامان مہیا کیا حضور نے داڑھی منڈوائی ' مسجد وزیر خاں سے سیڑھی کے ذریعے ہمسائے کے گھر چھلانگ لگائی ' پرانا ٹوپی والا ترکی برقعہ پہنا ' دیکھنے والوں نے دیکھ ایک سوا چھ فٹ .... محلے گگے زئیاں سے نکل کر اکبری منڈی اور اندرون موچی دروازہ کی پر پیچ گلیوں سے .... شاہ عالم مارکیٹ کے رستے فرار ہونے بلکہ جان بچانے میں کامیاب ہوا .... ایک ریڑھا ' ریڑھے کے اوپر دیگ ' دیگ میں ایک آدمی چھپا

بیٹھا تھا ' ریڑھا رات کی تاریکی میں تھانہ چوہنگ کے علاقہ میں دریا کے کنارے سے پیچھے ہٹا ' ٹھوکر نیاز بیگ کے بس سٹاپ پر پہنچا ' دیگ سے آدمی برآمد ہوا ' بس پر سوار ہوا قصور میں رکن دین کے ایک گھر میں رہا ' وائے شومی قسمت کہ لاہور واپس آتے ہوئے قصور ریلوے سٹیشن پر پکڑا گیا۔ یہ بے ریش شخصیت اعلی حضرت عبد الستار نیازی کی تھی۔ (بشکریہ زنجیر لاہور ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

ہماری بریلوی دوستوں سے خصوصی بلکہ دست بستہ گزارش ہے کہ وہ مولانا کی اس کوتاہی پر نظر نہ ڈالیں بلکہ صرف ان کی دینی اور ملی خدمات کو ہی سامنے رکھیں اور یہ کہ ذرا سی بات پر جان کو خوف سے ڈر کر بھاگنے والے ایسے بزدل ' ایمان فروش اور ضمیر فروشوں کے بارہ میں اقبال نے کہا تھا کہ

میں جانتا ہوں انجام اس کا
جس معرکے میں ہو ملا غازی

بہرحال ہم مولانا کی اس ادائے ستم سے پھر بھی دل کو شکست محسوس نہیں کرتے لیکن بقول غالب یہ ضرور کہیں گے کہ

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
جو ہم کسی کے بھی نہیں کوئی ہمیں ستائے کیوں

آخر میں ہم بریلوی حضرات سمیت دیگر تمام یاران تیز گام سے یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ اہلحدیث کے متعلق کچھ بھی کہنے سے پہلے ذرا سوچ لیا کریں کیونکہ الحمد اللہ اہلحدیث ہر قسم کی پابندی ' قید ' خوف اور دھمکی سے آزادد ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا دل فقط ایک خدا کے خوف سے معمور ہے نیز ہماری صداقت پھر ہم سے یہ بھی تقاضا کرے گی کہ ہم ! لوگوں کو اصل حقائق سے آگاہ کریں اور پھر اس وقت جو بھی ہماری " تحقیق " کی زد میں آیا تو ہم چشم پوشی سے کام نہ لے سکیں گے لہٰذا

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم عرض جو کریں گے تو شکایت ہوگی